ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9. No. 1 2026

علامہ اقبال کے تصورِ حیاتِ قرآن کی روشنی میں

In the Light of Allama Iqbal's Concept of Life Derived form the Holy Qur'an

نائلہ فاروق

اسکالر ایم فل اُردو، سپیریئر یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر عطاالرحمٰن میو

پروفیسر شعبہ اُردو، سپیریئر یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر محمد اکرام الحق

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، سپیریئر یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

The present study aims to explore the intellectual, spiritual, ethical, and civilizational dimensions of the Holy Qur'an in the light of the poetic thought of Allama Muhammad Iqbal, particularly his verse: "Gar tu mī khwāhī Musalmān zīstan, Nīst mumkin juz ba Qur'ān zīstan." This verse reflects Iqbal's profound conviction that the true essence of Muslim identity, revival, and continuity lies in complete attachment to the teachings of the Holy Qur'an. The research critically examines the Qur'an not merely as a sacred religious scripture, but as a comprehensive and dynamic system of life that governs individual character, collective morality, intellectual consciousness, social justice, and human civilization.The study further investigates the transformative role of the Qur'an in shaping the ideological foundations of Islamic society and highlights its universal message of guidance, moderation, equality, knowledge, and spiritual awakening. By employing analytical and descriptive research methodologies, the paper discusses how the decline of the Muslim Ummah is deeply connected with intellectual and practical disengagement from Qur'anic teachings, whereas revival and reformation are possible only through a conscious return to Qur'anic principles.

This research also evaluates the relevance of Qur'anic guidance in addressing contemporary global challenges, including moral disintegration, materialism, social injustice, and ideological confusion. The findings of the study affirm that the Holy Qur'an remains an eternal source of wisdom and a complete code of life capable of guiding humanity toward peace, balance, and success in both temporal and eternal spheres. Therefore, the study concludes that living according to the Qur'an is not only a religious obligation for Muslims but also a prerequisite for intellectual revival and civilizational stability.

Keywords:

Holy Qur'an, Allama Iqbal, Qur'anic Philosophy, Islamic Civilization, Muslim Revival, Divine Guidance, Islamic Thought, Qur'anic Teachings, Muslim Identity, Spiritual Awakening, Islamic Ethics, Complete Code of Life, Civilizational Consciousness, Muslim Ummah

گر تو می خواہی مسلماں زیستن

نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

اگر تم مسلمان کی زندگی گزارنا چاہتے ہو تو قرآن کریم کو زندگی کا حصہ بنائے بغیر ایسا ممکن نہیں۔

اللہ کی دی ہوئی بے شمار نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت قرآنِ مجید ہے جو امتِ مسلمہ کو نبی ﷺ کے ذریعے ملی۔ سورۃ یونس میں قرآن کو اللہ کی رحمت قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ[1]

یہ دراصل اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے کہ تمہیں یہ انمول نعمت عطا ہوئی۔ لہٰذا یہ وہ عطیہ ہے جس پر انسانوں کو حقیقی مسرت کا اظہار کرنا چاہیے، کیونکہ دنیا کی تمام جمع کی ہوئی چیزوں سے قرآن کا تحفہ کہیں بڑھ کر اور زیادہ قیمتی ہے۔ قرآن مجید کے نزول کا اصل مقصد انسان کو حق کی راہ دکھا کر اس کی زندگی کو خدائی اوصاف سے آراستہ کرنا اور درست طرزِ حیات اختیار کروانا تھا۔ جاہلانہ رویوں کو مٹانا، بدسلیقہ اور ناشائستگی کا خاتمہ کرنا، اور پوری انسانیت کو مہذب طرزِ زندگی سکھانا اسی کتاب کا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ[2]

بے شک ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ تم سمجھو۔

چونکہ قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے جو انسان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف رہنمائی دیتی ہے، اس کی تعلیمات ابدی، روحانی اور آفاقی ہیں۔ یہ انسان کے لیے ضابطہ حیات ہے اور وہ قرآن کے اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کا پابند ہے۔ اگر وہ اس سے منحرف ہوتا ہے، تو اس کا خسارہ خود اس کی ذمہ داری ہے۔ قرآن کا اسلوب انسانی فکر اور ذوق کے مطابق ہے، اور جب انسان اسے پڑھتا ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ اس کے ساتھ براہِ راست مخاطب ہے۔ قرآن کا موضوع انسان ہی ہے، اور اللہ کا مقصد یہ ہے کہ انسان قرآنی اصولوں پر زندگی گزارے۔ قرآن کا اسلوب ہر فرد کو یکساں طور پر متاثر کرتا ہے اور اس کی ہر نصیحت دل میں اُترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ یوسف میں قرآن کے اسلوب کو واضح کیا ہے، جو زندگی کی راہنمائی فراہم کرتا ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ[3]

ہم تمہیں سب اچھا بیان سناتے ہیں اس لئے کہ ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کی وحی بھیجی اگرچہ بے شک اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ[4]

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

ایک اور جگہ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا[5]

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے قرآن اپنے بندے پر اتارا جو سارے جہاں کو ڈر سنانے والا ہو۔

اسی طرح ایک اور جگہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ[6]

بلاشبہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھی ہے۔

قرآنی اسلوب زندگی وہ ہے جو اللہ کے احکامات اور نبی ﷺ کی سنت کے مطابق ہو۔ اللہ کو وہی زندگی پسند ہے جو قرآنی اصولوں کے مطابق ہو، اور جو اس کے خلاف ہو، وہ الٰہی نافرمانی اور نعمتوں کی ناقدری ہے۔ اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ جتنی عظیم نعمت ہوتی ہے، اس کا شکر اتنا ہی بڑا تقاضا کرتا ہے، اور اگر اس کی ناقدری کی جائے تو اس کی سزا بھی اتنی بڑی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ[7]

اگر تم میرا شکر ادا کروگے تو میں ضرور بالضرور تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا اور اگر میری ناشکری کروگے تو پھر میرا عذاب بھی بہت سخت ہے۔

آج مسلمان تارک قرآن ہو کر دنیا میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں علامہ اقبال نے خوب کہا تھا:

"وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر"[8]

عزت، سرفرازی اور کامیابی وہی پاتے ہیں جو اللہ کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ نے ان اقوام کو مٹا دیا جو اس کی نافرمانی کرتی تھیں، اور آج بھی قرآن سے دوری ان کا مقدر ہے۔ کامیاب زندگی گزارنے کے لئے قرآن پر عمل کرنا، اس کی تعلیمات سمجھنا اور دوسروں تک پہنچانا ضروری ہے۔ قرآن ہی ہدایت، رحمت اور تمام مسائل کا حل ہے، جو ہر شعبے میں رہنمائی فراہم کرتا ہے، چاہے وہ عقائد، عبادات، اخلاقیات، سیاسیات، معاشرت یا معیشت ہو۔ یہی قرآن دنیاوی اور اُخروی کامیابی، شفا اور سکون کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ
وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ)[9]

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت (قرآن) آئی ہے اور جس میں دلوں کے لئے شفاء ہے اور ہدایت ہے رحمت ایمان والوں کے لئے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن[10]

اگر تم مسلمان کی زندگی گزارنا چاہتے ہو تو قرآن کریم کو زندگی کا حصہ بنائے بغیر ایسا ممکن نہیں۔

دنیا کی کوئی کتاب اس طرح انسانیت پر اثر انداز نہیں ہوئی جیسا کہ قرآن نے کیا ہے۔ قرآن نے ایک قوم کو بدلا، اور پھر وہ قوم دنیا کے بڑے حصے میں تبدیلی لے آئی۔ یہ کتاب صرف الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ عمل کی دنیا میں اس کے ہر لفظ نے تہذیب کی تعمیر کی۔ 1400 برس گزر چکے ہیں اور اس کے اثرات بڑھتے جا رہے ہیں۔ اگرچہ آج انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اس کے اثرات کم محسوس ہو رہے ہیں، لیکن یہ کتاب امت مسلمہ کے لئے روشنی ہے اور جب دنیا میں اندھیرا چھائے گا تو یہی روشنی بن کر اُبھرے گی۔ یہی قرآن کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اگر مسلمان اس حقیقت کو سمجھیں اور قرآن کے راستے پر چلیں تو وہ دنیا کو تباہی سے بچا سکتے ہیں۔ قرآن کے اسلوبِ زندگی کو سمجھنے کے لئے اس کی گہرائی میں غوطہ لگانا ضروری ہے تاکہ اس کے اسرار کو سمجھا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ[11]

ہم نے نصیحت حاصل کرنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا ہے پس ہے کوئی سوچنے والا، نصیحت حاصل کرنے والا۔

جو شخص قرآن کو ہدایت اور شفا کے طور پر اپناتا ہے اور اس کے ساتھ سچا طرزِ عمل اختیار کرتا ہے، قرآن اس کی شخصیت میں انقلاب لاتا ہے اور اسے نئے سانچے میں ڈھال دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اس تبدیلی کی بہترین مثال ہیں، جو جاہلیت کی پستی سے اٹھ کر قرآن کے ذریعے فلاح و کامیابی کی بلندی تک پہنچے۔ قرآن کی تاثیر اتنی عظیم ہے کہ یہ ایک قوم کو جو صحرا میں بستی تھی،

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

علم و حکمت سے عاری تھی، بدل کر اسے زمین کی پستی سے آسمان کی بلندی تک لے آیا۔ یہ تبدیلی اس وقت ممکن ہوئی جب قوم نے قرآن کے ذریعے تبدیلی کے لیے خود کو آمادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ[12]

اللہ کسی قوم کے حال کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔ چند سالوں میں اسی صحرا سے ایک نئی قوت ابھری جس نے روم و فارس کی عظیم سلطنتوں کو تباہ کر دیا اور عزت و ذلت کے پیمانے بدل دیے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ قرآن میں غوطہ زن ہو کر اپنے کردار میں تبدیلی لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار[13]

اسی طرح فارسی کا ایک اور شعر ہے:

آں کتاب زندہ قرآن حکیم
حکمت اولایزال است وقدیم[14]

اللہ تعالیٰ نے انسان کو قرآن مجید کی شکل میں ایک ضابطہ حیات دیا جس میں معاشرتی زندگی گزارنے کے بہترین اصول بیان کیے گئے ہیں تاکہ انسانیت کا معیار بلند ہو اور ہر فرد خیر و برکت کا باعث بنے، نہ کہ شر کا۔ قرآن کے اسلوب زندگی پر عمل کرنے کے لئے عقائد، عبادات، معاملات، قانون اور اخلاقیات پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ عقیدہ انسان کے دل کا مستحکم یقین ہے جس کے تحت وہ تمام اعمال کرتا ہے۔ ایمان ہماری تمام زندگی کی اساس ہے اور خدا کے وجود کا اقرار اور اس کی رضامندی ہماری زندگی کا مقصد ہیں۔ عقیدہ توحید سب سے بنیادی عقیدہ ہے، جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ سمجھا جائے۔ اللہ واحد ہے، بے نیاز ہے، اور ہر چیز کا مالک ہے۔[15]

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۔ اللَّهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ
[16]

اے پیغمبر ﷺ! لوگوں سے فرما دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

عقیدہ کی ضرورت اس لئے ہے کہ انسان کی فطرت میں قابل پرستش چیزوں کی طرف میلان پایا جاتا ہے۔ اگر اس میلان کی نشوونما درست طریقے سے نہ کی جائے تو یہ منحرف راستوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے، جیسے بت پرستی، شخصیت پرستی، اور طبیعت پرستی وغیرہ۔

ارشاد ربانی ہے:

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ([17])

کیا وہ اللہ کے سوا کسی اور چیز کی جستجو کرتے ہیں، حالانکہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کے تابع ہے؟ ایک باایمان شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ برے حالات ہمیشہ نہیں رہتے، اور اللہ پر ایمان اور توکل اسے ہر کام میں اسی پر بھروسہ کرنے کی ہمت دیتا ہے۔ وہ اللہ کی رضا کے لئے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ قرآن کی ہدایت کے مطابق اپنی زندگی کو بہتر بنائے۔عقیدہ رسالت کے مطابق نبی ﷺ کی مکمل اطاعت اور پیروی ایمان کا حصہ ہے، اور اسے بلاکسی اعتراض کے تسلیم کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ ہر لحاظ سے حق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ[18]

اور ہم نے جس رسول کو بھی بھیجا اس لئے بھیجا کہ اذن خداوندی کے مطابق اس کی اطاعت کی جائے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ[19]

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبر دار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو، اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہو گئی۔

عقیدہ آخرت: مذہب جن حقیقتوں کو ماننے کی ہمیں دعوت دیتا ہے، ان میں سے ایک اہم ترین حقیقت آخرت ہے۔ آخرت سے متعلق اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انسان کو صرف ایک دفعہ دنیا میں پیدا کرتا اور مارتا ہے۔ پھر قیامت کے دن اُسے دوبارہ زندہ کرے گا۔اس عقیدے سے مختلف یا متضاد ومتناقض جملہ عقائد غیر اسلامی ہیں۔چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ[20]

تم اللہ کا انکار کیسے کرتے ہو' حالانکہ تم بے جان تھے؟ اُس نے تمہیں زندہ کیا' یعنی زندگی بخشی' پھر تمہیں مارے گا' بعد ازاں تمہیں زندہ کرے گا' پھر اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

ہر ایک نے موجودہ دنیا میں جو اچھے یا برے عمل کیے ہیں، وہ تمام وہاں خدا کی عدالت میں پیش ہوں گے، اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق انعام یا سزا دی جائے گی۔ارشاد ربانی ہے:

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَى أَجَلٌ مُسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ[21]

اور وہی تو ہے جو رات میں تم پر موت طاری کر دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو وہ اس کو جانتا ہے پھر دن کے وقت تمہیں اٹھا کھڑا کرتا ہے تاکہ مقررہ مدت پوری کر دی جائے پھر اس وقت کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر اس وقت وہ تم کو تمہارے اعمال جو کچھ دنیا میں کرتے رہے ایک ایک کر کے بتادے گا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[22]

ہر شخص ایک دن موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور قیامت کے دن پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

عبادت وہ اعمال ہیں جن کے ذریعے انسان اللہ کی رضا حاصل کرتا ہے۔ انسان پر فرض ہے کہ وہ اپنے رب کو پہچانے اور اس سے ربط مضبوط کرے، اس کی عبادت کرے اور صرف ایک خدا کو اپنا سہارا بنائے۔ انبیاء کرام نے انسانوں کو اللہ سے جوڑنے کے لئے اصول اور ضوابط بیان کیے تاکہ انسان حقیقی کامیابی حاصل کرے۔ جنہوں نے ان کی دعوت قبول کی، وہ ہدایت پا گئے، جبکہ جو اس سے دور

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
(JALT)
Vol.9. No. 2 2026

رہے، وہ ذلت و رسوائی کا شکار ہو گئے۔ عبادت اور اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنا ہی انسان کی تخلیق کا مقصد ہے، اور انبیاء نے ہمیشہ اس کی دعوت دی۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ. الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ [23]

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ انسان اس کی عبادت کرے جو اس کا اور اس سے پہلے تمام لوگوں کا خالق ہے۔ انبیاء کرام نے ہمیشہ توحید اور آخرت کی دعوت دی، اور انسانوں کو معبودان باطلہ اور دنیاوی چمک دمک سے دور رہ کر صرف ایک خدا کی عبادت کرنے کی تلقین کی۔ قرآن کے مطابق عبادت کا تصور یہ ہے کہ انسان کی پوری زندگی اللہ کی بندگی میں بسر ہو، ہر کام اللہ کے احکامات کے مطابق ہو، اور اس کا مقصد صرف اللہ کی رضا اور قربت ہو۔ عبادات انسان کو اپنی بندگی کا احساس دلاتی ہیں اور اس کے روحانی پہلو کی نشو و نما کا ذریعہ بنتی ہیں۔ عبادات کا تعلق براہ راست خالق سے ہے اور یہی ان کا امتیاز ہے۔ قرآن میں عبادات پر اس لئے زور دیا گیا ہے کیونکہ یہ خالصتاً اللہ کی عبادت ہوتی ہیں۔

أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ([24]

کہ تم لوگ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

امام راغب کے مطابق عبادت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک عبادت بالتسخیر اور دوسری عبادت بالاختیار۔ اول الذکر عبادت سے مراد وہ عبادت جس کا صدور از روئے فطرت اور وجدان ہوتا ہے۔ اور ثانی الذکر اختیاری ہے مثلاً عبادات شرعیہ۔[25]

اصل عبادت صرف اللہ کی ہے اور قرآن اسی کی عبادت کی طرف بلاتا ہے۔ عبادت کی ایک غیر رسمی شکل دعا ہے، لیکن نماز کو شریعت میں خاص مقام حاصل ہے۔ عبادات میں خشوع و خضوع پر زور دیا گیا ہے تاکہ بندہ اپنے رب کی عظمت کو سمجھے اور اپنی بے بسی کا اعتراف کرے۔ عبادت میں اخلاص اور خدا سے مدد کی درخواست بھی شامل ہے۔ عبادات میں ارکان اسلام جیسے توحید، رسالت، آخرت اور نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی اہمیت ہے، جنہیں قرآن نے بار بار واضح کیا ہے۔

فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا[26]

اسی طرح ماہ رمضان کے روزے فرض کئے اس کا ذکر المائدہ:48 میں ملتا ہے۔ صاحب استطاعت پر حج کی فرضیت کا ذکر آل عمران 97 میں ملتا ہے اور زکٰوۃ سورۃ التوبہ میں ہے جو مال کو پاک کرتی ہے۔ یہ عبادت صاحب استطاعت کے لئے یعنی زکوۃ اڑھائی فیصد مال اور زیور سے جس پر ایک سال کامل گزرے اور حج ہر عاقل و بالغ پر جو صاحب مال ہو۔ اسی طرح نفلی عبادات ہیں قربانی ہے صدقات ہیں وغیرہ۔

اسلام میں اخلاق کو بلند مقام حاصل ہے اور اس کا بڑا مقصد انسان کے اخلاق کو درست کرنا ہے۔ اخلاقی بہتری کے ذریعے انسان کی طبیعت سنورتی ہے، کردار نکھرتا ہے، اور جذبات و خواہشات پر قابو پایا جاتا ہے۔ جب تک انسان کے اخلاق اچھے نہ ہوں، وہ حقیقی انسان نہیں بلکہ حیوانیت کا نمونہ بن سکتا ہے۔ معاشرت میں دوسروں کے ساتھ تعلقات میں سب سے اہم چیز اخلاق ہی ہوتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ[27]

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث ہی تو آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔

یعنی اگر آپ ﷺ بد خلق، سخت مزاج اور سخت دل ہوتے تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ سے بھاگ جاتے لیکن اللہ کی کمال مہربانی سے آپ نرم خُو بنایا، تاکہ ان کے دل آپ (ﷺ) سے لگے رہیں۔ قرآن مومنین سے اچھے اخلاق کی تاکید کرتا ہے اسی لئے اُسوہ نبوی ہمارے پاس موجود ہے۔ قرآن کریم آپ ﷺ کے اخلاق کے متعلق واضح اعلان کر دیا:

وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ[28]

اور بلاشبہ آپ تو بڑے عظیم اخلاق والے ہیں۔

اسی عظیم اخلاق نے لوگوں کو آپ ﷺ کا گرویدہ بنادیا کہ لوگ جان تک دینے سے گریز نہ کرتے تھے جیسا کہ ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ جو ایمان لانے کے بعد فرمایا کہ:

يَا مُحَمَّدُ، وَاللَّهِ مَا كَانَ عَلَى الأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الوُجُوهِ إِلَيَّ، وَاللَّهِ مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ، وَاللَّهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ، فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ البِلاَدِ إِلَيَّ،[29]

اے محمد ﷺ! اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرہ سے زیادہ میرے لیے برا نہیں تھا لیکن آج آپ ﷺ کے چہرہ سے زیادہ مجھے کوئی چہرہ محبوب نہیں . اللہ کی قسم کوئی دین آپ ﷺ کے دین سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ ﷺ کا دین مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور عزیز ہے. اللہ کی قسم! کوئی شہر آپ ﷺ کے شہر سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ ﷺ کا شہر میرا سب سے زیادہ محبوب شہر ہے۔

حسن و قبح کا، اچھے اور برے کا یہ معیار ثمامہ بن اثال کے اندر کس چیز نے پیدا کیا؟ اگر دیکھا جائے تو وہ آپ ﷺ کا بلند ترین اخلاق تھا

۔

اس لیے ضروری ہے کہ ہر شخص جو صاحب ایمان ہے کہ اپنے اخلاق کو بہتر سے بہتر بنائے تاکہ معاشرہ پاک وصاف اور پاکیزہ بن جائے۔ اس بحث کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں یعنی اللہ نے اخلاق حسنہ کا حکم دیا ہے. اور نبی کریم ﷺ اپنی امت کو اچھے اخلاق کی ترغیب دیتے ہیں.

اللہ نے اخلاق حسنہ کا حکم دیا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا[30]

اور لوگوں کو اچھی بات کہیں

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ[31]

درگزر کریں اور اچھائی کا حکم دیں

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا دونوں آیات میں اپنے پیغمبر جناب محمد ﷺ کو تمام انسانیت کے حسن اخلاق کا حکم دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

اتَّقِ اللَّهِ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ[32]

اللہ سے ڈرو جہاں کہیں بھی ہو اور برائی کے ہونے کے بعد نیکی کرو وہ نیکی اس برائی کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا محبوب بنانا چاہتا ہے تو وہ اسلام کے اخلاقی نظام کو اپنے ساتھ متصف کرے۔ حسن خلق سے عمومی طور پر مراد لوگوں سے اچھا برتاؤ ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اخلاق کی گواہی تو خود اللہ تعالیٰ نے دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کے خلق کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ[33]

یعنی آپ نے قرآن کے آداب اس طرح اختیار کر لیے تھے کہ اسکے احکام پر عمل اور اس کے نواہی سے اجتناب اس طرح تھا کہ قرآن کی ہر بات آپ کی قلبی عادت بن گئی تھی۔ حسن خلق کے اس مفہوم میں ارکان اسلام، حقوق العباد، صبر ،شکر، وفائے عہد، صدق، امانت، عدل، صدقہ ،جہاد، احسان غرض سبھی کچھ شامل ہے۔[34]

اسلام کا اخلاقی نظام اپنے اندر بڑی کشش رکھتا ہے اس لیے کہ یہ عارضی اور وقتی نہیں ہوتا بلکہ اخلاق کا اطلاق انہی عادات اور اعمال پر ہوتا ھے جو پختہ ہوں۔[35]

کسی عمل میں دوام اور ہمیشگی بھی آسانی پیدا کرتی ہے اس لیے آپ ﷺ ہمیشہ یسروا ولا تعسروا کا سبق دیا کرتے تھے۔ ان تمام دلائل سے یہ بات ملتی ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ انہی اعمال کو پسند کرتے جن پر ہمیشگی کی جائے اور آپ ﷺ جو عمل بھی کرتے اس پر خود بھی مداومت کرتے تھے چاہے ان کا تعلق عبادت سے ہو یا اخلاقیات سے ،چاہے معاملات سے ہمیشہ ان پر مداومت فرمایا کرتے۔ نبی رحمت ﷺ کی ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اخلاق سے تو لوگ مہذب و متمدن بنتے ہیں سلیقہ و شعار ان کا طُرح بنتا ہے ۔معاشروں سے بدامنی بھی گئی ہے۔ امن آتا ہے۔ معاشرے تطہیر و پاکیزگی کا بے مثال و بے نظیر نمونہ بنتے ہیں۔ جیسے نبی رحمت ﷺ نے مدینہ طیبہ میں بے مثال و بے نظیر ریاست کی بنیاد رکھی۔

قرآنی اسلوب اپنا کر ہی دنیا میں امن و سکون ،پاکیزگی، کردار میں نکھار آتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ[36]

اپنی آواز کو نبی ﷺ کے سامنے اُونچا نہ کرو ان کے سامنے اونچی آواز سے بولنا بھی اپنے اعمال کو برباد کرنے والی بات ہے۔ یعنی نبی رحمت ﷺ کے سامنے اونچی آواز سے بولنا ایمان کو برباد کرنے کا سبب ہے کیونکہ یہ گستاخی ہے۔ یہ بداخلاقی ہے، اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے. ان کا مقام ورفعنا لک ذکرک ہے. خدا تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ان کا مقام ہے یہ تو نبی رحمت ﷺ کے پاس آنے کے آداب وسلیقہ کے بارے میں ہے وگرنہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا[37]

جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے اس کا ہمارے سے تعلق نہیں۔

یعنی جس کو ادب و احترام ،اخلاق ،تمیز نہیں اس بدنصیب سے نبی رحمت ﷺ بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ سورۃ الحجرات میں معاشرتی تعلیمات کا مفصل بیان ہے قرآن کے اسلوب کو کیسے اپنانا ہے نبی کریم ﷺ کا احترام کس طرح کرنا ہے۔ مثلاً معاشرہ کو بد

امنی سے بچانے اور صلح کی طرف مائل ہونے کو اللہ نے پسند کیا اگر مومنوں کی دو جماعتیں کبھی آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کروا دیا کرو (تاکہ اغیار کی سازشیں ناکام ہوں) کیونکہ مومن آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ یہ اخلاق ہی تو ہے کہ آپس میں لڑنا نہیں اگر کوئی لڑ پڑے تو صلح کروا دو۔ کتنی عمدہ قرآن کی اخلاقی تعلیمات ہیں کیونکہ اس سے انارکی، بدامنی وحسد ختم اور اغیار کی سازشیں ناکام ہو جائیں گی مگر یہ تبھی ممکن جب کردار میں تقویٰ ہو تو رب تمہارے معاشروں پر رحمت وہ خود کرے گا اسی طرح دیگر برائیوں سے انسداد سے معاشرہ کو کس طرح محفوظ رہنا چاہئیے مثلاً ارشاد ربانی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ[38]

اے ایمان والو! کوئی قوم دوسری قوم سے مذاق نہ کرے ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو نہ ہی کوئی عورت کسی دوسری عورت سے مذاق کرے ممکن ہے دوسری عورت بہتر ہو کسی پر عیب نہ لگاؤ اور ایک دوسرے کو برے ناموں سے بھی نہ پکارو۔

قرآن کریم ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس کا پیغام انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو بہتر بنانا ہے، خواہ وہ اخلاق ہو، عبادات یا معاملات۔ اسلام میں اخلاق کو بہت بلند مقام دیا گیا ہے، کیونکہ یہ معاشرتی تعلقات اور فرد کی ذہنی و روحانی ترقی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن نے انسانوں کو ایک اچھے کردار، ایمان داری، عدل و انصاف اور دیگر اخلاقی اصولوں کی پیروی کرنے کی ترغیب دی ہے۔ انبیاء کرام کی دعوت بھی یہی تھی کہ انسان اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرے اور اس کی ہدایت کے مطابق اپنی زندگی گزارے۔

اللہ کی عبادت، اخلاص، اور توکل پر عمل کرنے کا اصل مقصد انسان کو دنیا و آخرت میں کامیاب بنانا ہے۔ قرآن نے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج جیسے عبادات کو ایک مسلمان کی زندگی کا حصہ بنایا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق ڈھال سکے۔ اخلاقی لحاظ سے قرآن ہمیں برے گمان، حسد، بغض اور دیگر منفی جذبات سے بچنے کی تاکید کرتا ہے۔ نبی ﷺ نے ان اخلاقی اصولوں پر عمل کرنے کی اہمیت بتائی، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اخلاق میں بہترین ہو۔"

اسلامی معاشرے میں جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور محبت کے اصولوں پر عمل کرتے ہیں تو معاشرتی امن اور سکون قائم ہوتا ہے۔ قرآن میں ایک خوبصورت معاشرتی زندگی گزارنے کے لیے بہت سی رہنمائی فراہم کی گئی ہے، تاکہ ہم اپنے آپ کو اور اپنے اردگرد کے ماحول کو بہتر بنا سکیں۔

معاملات میں بھی قرآن نے ہمیں رہنمائی دی ہے، جیسے خرید و فروخت، قرض اور لین دین کے معاملات میں سچائی، ایمان داری اور حلال و حرام کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ قرآن نے بار بار کہا ہے کہ ایک مسلمان کو اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اللہ کے حکم کے مطابق عمل کرنا چاہیے تاکہ معاشرت میں فساد اور فتنہ نہ پھیلے۔

دنیوی و اُخروی کامیابی کا راستہ قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے سے کھلتا ہے۔ آج کی دنیا میں مسلمانوں کو قرآن کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے تاکہ وہ دنیا میں سرخرو ہوں اور قیامت کے دن بھی اللہ کی رضا کے مستحق ہوں۔ قرآن کا پیغام ہر دور میں اہم ہے اور اس پر عمل پیرا ہونا انسان کی فلاح و کامیابی کا ضامن ہے۔

حوالہ جات

↑1۔ یونس، 10:58

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9. No. 2 2026

↑2۔یوسف،12:2

↑3۔یوسف،12:3

↑4۔المائدة،15:5

↑5۔الفرقان،1:25

↑6۔الاسراء،9:17

↑7۔ابراہیم،7:14

↑8۔علامہ اقبال،کلیات اقبال،جواب شکوہ،اقبال اکادمی لاہور،2004ء۔

↑9۔یونس،57:10

↑10۔علامہ اقبال،رموز بے خودی،کتب خانہ نذیریہ اردو بازار دہلی

↑11۔القمر،17،22:54

↑12۔الرعد،11:13

↑13۔علامہ اقبال،کلیات اقبال،ضرب کلیم،اقبال اکیڈمی لاہور،ص:148

↑14۔علامہ اقبال،کلیات اقبال،رموز بے خودی،اقبال اکیڈمی لاہور۔ص:109

↑15۔عبداللہ بن زید المحمود،اسلامی عقائد،،دار الکتب السلفیہ لاہور،۲۰۰۷ء،ص:۲۳

↑16۔الاخلاص،1:112 تا4

↑17۔آل عمران،83:3

↑18۔النساء،64:4

↑19۔النحل،36:16

↑20۔البقرة،28:2

↑21۔الانعام،60:6

↑22۔آل عمران،185:3

↑23۔البقرة،2:21-22

↑24۔ھود،26:11

↑25۔راغب اصفہانی،مفردات القرآن،ص:۲/۲۶۳

↑26۔النساء،103:4

↑27۔آل عمران،159:3

↑28۔القلم،5:68

↑29۔صحيح بخاري ،كِتَابُ المَغَازِي ، بَابُ وَفْدِ بَنِي حَنِيفَةَ، وَحَدِيثِ ثُمَامَةَ ،حدیث نمبر:4372۔

↑30-البقرة،83:2

↑31-الاعراف،199:7

↑32-ترمذی، السنن،أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ ، بَابُ مَا جَاءَ فِي مُعَاشَرَةِ النَّاسِ،حدیث نمبر:1987

↑33-مسلم، الجامع الصحيح ، كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا ، بَابُ جَامِعِ صَلَاةِ اللَّيْلِ ،حدیث نمبر:139(746)

↑34-حافظ عبد السلام,شرح کتاب الجامع من بلوغ المرام ص:32

↑35-حافظ زاہد علی پیغمبر اسلام اور اخلاق حسنہ،ص:171

↑36-الحجرات،2:49

↑37-ترمذی،السنن، أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ ، بَابُ مَا جَاءَ فِي رَحْمَةِ الصِّبْيَانِ،حدیث نمبر:1919

↑38-الحجرات،11:49